Lesson 10: Al-A'araaf (Ayaat 188- 206):Day 41 سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

شرک کے موضوع پر جب بھی بات کی جاتی ہے تو لوگوں کو بہت غصّہ آتا ہے۔ شرک کسی بھی سوسائٹی میں ایک زخم کی طرح ہے جس کو جب بھی چھیڑا جائے گا تکلیف ہو گی۔ آپ جتنے بھی پیار سے بولیں گے جتنی بھی خیر خواہی دکھائیں گے عام لوگوں کو آپ کی بات بری لگے گی۔ ہر غلط کام کرنے والا بھی اپنے آپ کو غلط نہیں کہتا۔ شرک کرنے والے بھی اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں۔

تو دین کی دعوت کرنے والے کو کیسا رویہ رکھنا چاہئیے؟

چاہے یہ گھر والوں کے ساتھ تعلق ہو یا خاندان والوں سے حُسنِ سلوک کا معاملہ یا معاشرے میں رہنے والے آپ کے ارد گرد کے لوگ۔ یہاں پر آپ کو حُسنِ اخلاق دکھانا پڑے گا۔

اعلیٰ اخلاق کے تین سنہرے اُصول ہیں۔ سورۃ الاعراف کا آخری رکوع ہے۔ مکی دَور کا اختتام ہونے والا ہے تو اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ؛

خُذِ ٱلۡعَفۡوَ وَأۡمُرۡ بِٱلۡعُرۡفِ وَأَعۡرِضۡ عَنِ ٱلۡجَٰهِلِينَ ()

درگزر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے الگ رہ (۱۹۹)

ع ف و۔ مٹا دینا، بھلا دینا۔ جانے دو۔ چھوڑ دو۔ معاف کر دو۔ آسان معاملہ کرو۔

شرک کرنے والے اپنے آپ کو صحیح سمجھ رہے ہیں تو آپؐ گھبرا کر نیکی کا کام چھوڑ نہ دیں بلکہ نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں۔

انسان کو صبر کے ساتھ نیکی اور خیر کے کاموں میں لگے رہنا چاہئیے۔ کن کن باتوں کو معاف کر دیں؟

1. جن پر اذیت ہو۔

2. جن پر بدلے کا حق ہو لیکن آپ پھر بھی معاف کر دیں۔
3. جب دل بہت دکھے تو معاف کر دیں۔
4. جو تنقید کریں ان کو معاف کر دیں۔

یہ آیت 199 اخلاقِ حسنہ پر بہترین آیت ہے۔

The compressive verse on good manners.

جاہل لوگ اُلجھنا چاہیں تو بحث نہ کریں۔

سورۃ الفرقان آیت 65:

وَعِبَادُ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلَّذِينَ يَمۡشُونَ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ هَوۡنً۬ا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلۡجَـٰهِلُونَ قَالُواْ سَلَـٰمً۬ا (٦٣) اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے (٦٣)

اللہ کے بندے جاہل لوگوں سے بحث نہیں کرتے۔ عباد الرحمان جاہلوں سے بحث نہیں کرتے۔

سورۃ القصص میں اللہ کے نیک بندوں کی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ جاہلوں سے یہی کہتے ہیں کہ؛

۔۔۔ سَلَـٰمٌ عَلَيۡكُمۡ لَا نَبۡتَغِى ٱلۡجَـٰهِلِينَ (٥٥) تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کے منہ نہیں لگنا چاہتے۔

در گزر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے الگ رہ (١٩٩) ہمارے کرنے کے یہی تین کام ہیں۔

جب دین انسان کے اندر ہوتا ہے تو وہ اپنی ذات سے الگ ہو کر سوچتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کے احکام کے آگے جھکا دیتا ہے۔ اور جس انسان کے اوپر صرف دین کا چھلکا ہوتا ہے تو وہ اپنی اَنا کو آگے رکھتا ہے۔ ہم نے لوگوں کو اللہ کے کلام سے جوڑنا ہے۔

ان آیات میں ایک پیغام یہ بھی ہے کہ لوگوں سے بہت زیادہ اُمیدیں نہ باندھیں۔

ہر انسان سب باتیں نہیں مانتا۔ دین کی بات بتانے والا دل کو صاف رکھے گا تو اچھی بات آگے پہنچائے گا۔

دین پھیلانے والے کا رویہ ویسا ہونا چاہئیے جیسا نبیوںؑ کا اپنی قوموں سے تھا، جیسا والدین کا اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔ معاف کر کے اچھی بات بتاتے رہیں اور انشاءاللہ وہ اچھے کام کرینگے۔

جتنا بھی وہ کریں گے جب وہ انشاءاللہ دین کے ساتھ جڑے رہیں گے تو بہترین کام کرنے والے بن جائیں گے۔ اِن میں کوئی خیر ہوتی ہے تو اللہ اُن سے دین کے کام کروا رہا ہے۔

کچھ طالب علم ایسے ہوتے ہیں جن سے اساتذہ کو اچھی اُمیدیں ہوتی ہیں جیسے والدین کو اپنے بچوں سے ہوتی ہیں۔ ہم نے کرنا کیا ہے؟

اگر طالب علم وہ اُمیدیں پوری نہیں کر رہا تو اُن کو دِل کے کسی دوسرے خانے میں رکھ دیں۔ کیونکہ آپ تو اُن کے لئے بھلائی چاہتے ہیں لیکن طالب علم اُس کو اپنے اوپر بوجھ سمجھ رہا ہوتا ہے۔

ایک شخص سونا بیچنا چاہ رہا تھا۔ وہ ایک نیک بندے کے پاس پریشان حال آیا کہ مجھے ایک ضرورت پڑ گئی ہے اور یہ سونا بیچنا چاہتا ہوں۔ نیک بندے نے کہا کہ تم مجھے بیچ دو جب پیسے آجائیں تو مجھ سے واپس خرید لینا۔ وہ آدمی مان گیا اور سونا دے کر پیسے لے گیا۔ اس نیک آدمی نے وہ سونا سنبھال کر محفوظ جگہ پر رکھ دیا۔ کافی عرصہ ہو گیا وہ واپس نہ آیا۔ اب نیک بندے کو پیسے کی ضرورت ہوئی تو اُس نے سوچا کہ وہ تو واپس نہیں آیا میں ہی اس کو بیچ دیتا ہوں۔ وہ سُنار کے پاس لے کر گیا تو سُنار نے کہا کہ یہ تو سونا ہی نہیں ہے۔ یہ تو عام سی دھات ہے۔ وہ نیک آدمی واپس لے آیا اور ویسے ہی ڈال دیا۔

جو لوگ اُمید پر پورے نہ اُتریں اُن کو بھی محبت والے دل کے خانے میں محفوظ کر کے نہیں رکھ سکتے۔

جب لوگ آپ کی محبت کی قدر نہ کریں تو آپ بھی لوگوں کو عام خانے میں ڈال دیا کریں۔ خوش اور مطمئن رہنے کا یہی نسخہ ہے۔ اَب چاہے یہ کوئی بچہ ہو، کوئی فیملی ممبر، یا کوئی طالب علم۔ آپ اپنی تربیت کر لیں۔ دکھی اور پریشان نہ ہوں۔

دوسروں کو آسان دین دیں۔ حدیثِ رسولؐ: " يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَسَكِّنُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا " .

آسانی پیدا کرو، تنگی نہ پیدا کرو، لوگوں کو تسلی اور تشفی دو نفرت نہ دلاؤ۔ بخاری

جب خود عمل کریں تو بہترین عمل کریں۔

حدیثِ رسولؐ: اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ کیا تم کو اُس شخص کا بتاؤں جس پر آگ حرام ہو گی۔ لوگوں نے کہا اللہ کے نبیؐ بتائیں۔ جو بہت قریب ہے۔ بہت نرم ہے۔ لوگوں کے ساتھ نرم معاملہ کرتا ہے۔

عام طور پر لوگ بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن جونہی معاملہ بگڑا ہم پچھلے سارے احسان بھول جاتے ہیں۔ گھروں میں اسی لئے زیادہ تر فساد ہوتے ہیں۔ کبھی طعنے نہ ماریں۔

انسؓ کی روایت طبرانی میں ہے۔ کہ روزِ قیامت پکار ہو گی کہ جس کا اللہ کے ذمے کوئی حساب ہے وہ کھڑے ہو جائیں۔ سوچیں ذرا کیسی بات لگتی ہے کہ اللہ نے کس کا حساب دینا ہے نعوذ باللہ۔ لیکن اُس دن وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے جنہوں نے اللہ کی خاطر معاف کر دیا ہو گا۔

کیسا آسان عمل ہے۔ کہ لوگ آپ کو تنگ کریں اور آپ اللہ کی خاطر معاف کر دیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ کو نو باتوں کا حکم دیا ہے؛

ایک تو یہ کہ ظاہر و پوشیدہ ہر حالت میں اللہ سے ڈرا جائے (یعنی دل میں بھی اللہ کا خوف سمایا ہوا ہو، اور ارتکاب معصیت سے اجتناب کی صورت میں اعضاء جسم پر بھی خوف الٰہی کا اثر ظاہر ہو، یا یہ کہ خواہ تنہائی ہو یا لوگوں کی موجودگی، ہر حالت میں وہی کام کرنا چاہئے جو خوف الٰہی کا مظہر ہو)

دوسری بات یہ کہ سچ بولا جائے خواہ غصہ کی حالت ہو یا رضامندگی کی (یعنی بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جب کسی سے راضی وخوش ہوتے ہیں تو اس کی تعریف کرتے ہیں اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور اس کے عیوب کو چھپاتے ہیں اور جب کسی سے غصے وناراض ہو جاتے ہیں تو اس کی برائی کرتے ہیں اس کی ہر بات کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے عیوب کو اچھالتے ہیں، یہ بات مناسب نہیں ہے)

تیسری بات یہ ہے کہ فقر و غربت، اور ثروت ومالداری دونوں حالت میں میانہ روی اختیار کی جائے

چوتھی بات یہ کہ میں اس شخص سے قرابت داری کو قائم رکھو جو مجھ سے قطع تعلق کرے (یعنی مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اگر میرا کوئی عزیز و رشتہ دار مجھ سے بدسلوکی کرے اور قرابت داری کا تعلق ختم کرے تو میں اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کروں

پانچویں بات یہ کہ میں اس شخص کو (بھی) اپنی عطاء و بخشش اور جود و سخاوت سے نوازوں جو مجھے (اپنے لین دین سے) محروم رکھے،

چھٹی بات یہ کہ میں انتقام لینے کی طاقت و قوت رکھنے کے باوجود اس شخص کو معاف کروں جو مجھ پر ظلم وزیادتی کرے،

ساتویں بات یہ کہ میرا چپ رہنا عبادت کا ذریعہ ہو (یعنی جب میں خاموشی کی حالت میں ہوں اور کسی کے ساتھ بات چیت یا زبان کے ذریعے تبلیغ میں مشغول نہ ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات

اس کی قدرت کی کرشمہ سازیوں اور اس کے کلام کے معانی و مطالب میں غور و فکر اور استغراق وانہماک رکھو،

آٹھویں یہ کہ میرا بولنا ذکر اللہ کا مظہر ہو (یعنی جب میری زبان جاری ہو اور میں بولوں تو اللہ کی بات کروں کہ اس کا تعلق خواہ تسبیح و تحمید اور تکبیر و توحید سے ہو یا تلاوت کلام اللہ اور اس کے بندوں کو تعلیم و تلقین اور تذکیر و نصیحت سے)

اور نویں بات یہ کہ میری نظر عبرت پذیری کے لئے ہو (یعنی جب میں اللہ کی کسی مخلوق کی طرف دیکھوں تو میرا وہ دیکھنا عبرت حاصل کرنے کے لئے اور توجہ و ہوشیاری کے ساتھ ہو، نہ کہ نادانی و غفلت کے ساتھ، نیز میرے پروردگار نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں بندگان اللہ کو نیکی کی تلقین و تبلیغ کروں اور ایک روایت میں "بالمعروف" کا لفظ ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۲۰۰)

اور اگر تجھے کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے (۲۰۰)

ن ز غ۔ جب کوئی اندر سے پریشان کر دیتا ہے۔ دکھ دیتا ہے۔ گُدگدانا۔ شیطان ہمیں ایسے اُکساتا ہے۔ انگلیوں کی پوروں کے ساتھ شیطان انسان کو گدگدی کرتا ہے۔ کہ تم نے بہت خیال رکھ لیا اَب تم بھی چار سُنادو۔ بعض اوقات انسان دین پر چل رہا ہوتا ہے تو شیطان فانسلخ کرتا ہے کہ بہت کام کر لیا ہے تم نے۔ اَب کچھ اور کرو۔ جب شیطان ایسے خیال دل میں ڈالے تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔

سوۃ المومنون آیت 98 میں ہے؛ اور کہو اے میرے رب میں شیطانی خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۹۷)

شیطان نزغ کرواتا ہے آپ کے دل میں خیال ڈالتا ہے جب آپ شیطان کی اُکساہٹ میں آجاتے ہیں تو پھر شیطان جھگڑا کروادیتا ہے۔ن زع۔اُس کے معنی جھگڑے کے بھی ہیں۔ایک نقطے کا فرق ہے۔ نزغٌ سے نزع ہو جاتا ہے۔

بہترین اخلاق ظاہر کرو تو تمہارے دشمن بھی تمہارے دوست بن جائیں گے، لیکن یہ انہی سے ہو سکتا ہے جو صابر ہوں اور نصیبوں والے ہوں۔اس کے بعد شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم ہوا، اس لیے کہ وہ دشمن ہے اور ہے بھی احسان فراموش۔انسانی دشمنوں سے بچاؤ تو عفوودر گزر اور سلوک واحسان سے ہو جاتا ہے۔لیکن اس ملعون سے سوائے اللہ کی پناہ کے اور کوئی بچاؤ نہیں۔

غزوۂ اُحد کے موقع پر اللہ کے نبیؐ بہت پریشان تھے۔اُن کے منہ سے نکل گیا کہ ایسی قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگ دیا۔حالانکہ وہ اُن کے اللہ کی طرف بلاتا تھا۔اُس پر بھی اللہ کی آیات نازل ہو گئیں؛

"آپ کو کوئی اختیار نہیں، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے اور چاہے تو عذاب دے کہ وہ ظالم ہیں" (آل عمران:۱۲۸)

جو اللہ کی خاطر اپنے آپ کو جھکا دے گا اللہ اُس کو عزّت دے گا۔ہم کیا کریں؟

إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوۡاْ إِذَا مَسَّهُمۡ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ تَذَكَّرُواْ فَإِذَا هُم مُّبۡصِرُونَ (۰)

بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں پھر اچانک انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں (۲۰۱)

کیا میرے اندر تقویٰ ہے؟ اپنے آپ سے پوچھیں تو پھر ایسے انسان کو خود خیال آجاتا ہے کہ یہ میں غلط کرنے لگا ہوں۔اللہ کا تقویٰ وہ بریک ہے کہ انسان کچھ بھی غلط کرنے سے رُک جاتا ہے۔

بعض اوقات محبت کرنے والے رشتوں میں بھی غلط خیال آجاتے ہیں۔ انسان کے دِل میں بدگمانی آنے لگتی ہے۔ فوراًاللہ کی پناہ میں آجائیں۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا بعض اوقات میرے دِل پر بھی حجاب سا آنے لگتا ہے تو میں دِن میں سو سو بار استغفار کرتا ہوں۔

انسان کے اندر سیلف کنٹرول ہو گا تو انسان میں برداشت آجاتی ہے۔ پھر ہم لوگوں کی باتوں پر ناراض نہیں ہوتے۔ لڑائی جھگڑے سے بچ جاتے ہیں۔ اپنا دِل بڑا کر لیں۔ جن کے دل چھوٹے ہیں وہ ذرا ذرا سی بات پر غصّے میں آجاتے ہیں۔ دِل صاف رکھیں پھر چھوٹی چھوٹی بات بُری نہیں لگتی۔

کہ وہ لوگ جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں، جنہیں اللہ کا ڈر ہے، جو نیکیوں کے عامل اور برائیوں سے رکنے والے ہیں، انہیں جب کبھی غصہ آجائے، یا شیطان ان پر اپنا کوئی داؤ چلانا چاہے، یا ان کے دل میں کسی گناہ کی رغبت ڈالے، اور ان سے کوئی گناہ کرانا چاہے تو یہ اللہ کے عذاب سے بچنے میں جو ثواب ہے، یہ اسے بھی یاد کر لیتے ہیں، رب کے وعدے وعید کی یاد کرتے ہیں اور فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں، توبہ کر لیتے ہیں، اللہ کی طرف جھک جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے شیطانی شر سے پناہ مانگنے لگتے ہیں اور اسی وقت اللہ کی جناب میں رجوع کرنے لگتے ہیں اور استقامت کے ساتھ دین پر جم جاتے ہیں۔

شیطان انسان پر حملہ تو کرتا ہے لیکن اندر رُک نہیں سکتا۔

طٰٓئِفٌ: ط ء ف۔ چکر لگانا، اور دوسرا روٹ ط ی ف۔ گھومنا۔ گھوم گھوم کر خیال آتا ہے۔ طواف لفظ بھی اسی سے ہے۔ اس سے پہلے کہ اللہ بندے سے حساب لے۔ بندہ خود اپنا حساب لینے لگتا ہے۔

وَإِخۡوَٰنُهُمۡ يَمُدُّونَهُمۡ فِي ٱلۡغَيِّ ثُمَّ لَا يُقۡصِرُونَ (۰)

اور جو شیاطین کے تابع ہیں وہ انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں پھر وہ باز نہیں آتے (۲۰۲)

اِس موضوع کی آخری آیت ہے۔ اخی بھائی واحد ہے۔ اخوان جمع ہیں۔ تقویٰ والے تو اپنے اوپر قابو پا لیتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ قرآن سے تعلق توڑتے ہیں۔ یا تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔ تو شیطان آپ کو گھسیٹ کر لے جاتا ہے۔ اللہ اور قران سے تعلق کو مضبوط رکھیں۔

جیسے ہی کسی سے لڑائی ہونے لگے آپ چُپ کر جائیں یا بحث کی بجائے معذرت کر لیں۔۔ میاں بیوی میں لڑائی ہو تو غصّہ نہ کریں۔ مذاق سے کہہ دیں بہت افسوس ہوُا آپ کو اچھی بیوی نہیں ملی۔

بیوی کو شوہر کا مزاج شناس ہونا چاہئیے۔ موضوع کو بدل دیں۔ جیسے گاڑی کا ڈرائیور ایکسیڈنٹ سے بچنے کے لئے گاڑی کو سائیڈ سے نکال کر لے جاتا ہے۔ شیطان یہ کام اکیلا نہیں کرتا۔ شیطان بھی ٹیم ورک کرتا ہے تو کامیاب ہوتا ہے۔ شیطان اپنے چیلوں کو ساتھ ملا کر کام کرتا ہے۔ شیطان دین والوں کی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی خامیاں بنا کر دکھاتا ہے۔

شیطان کسی دوسرے کی نعمت دکھا کر حسد کرواتا ہے۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ۔ دُنیا کی محبت ہر خطا کا سر ہے۔ دوسروں سے بہت امیدیں رکھنا۔ شیطان جلد بازی کرواتا ہے۔ پھر شیطان کنجوسی کرواتا ہے۔مال کی محبت دل میں ڈالتا ہے۔ مذہبی تعصب بھی شیطان کرواتا ہے۔

فضول خرچ لوگوں کو قرآن نے شیطان کے بھائی قرار دیا ہے۔ ایسے لوگ اس کی باتیں سنتے ہیں، مانتے ہیں اور ان پر ہی عمل کرتے ہیں۔ شیاطین ان کے سامنے برائیاں اچھے رنگ میں پیش کرتے ہیں، ان پر وہ آسان ہو جاتی ہیں اور یہ پوری مشغولیت کے ساتھ ان میں پھنس جاتے ہیں۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کئی طریقوں سے انسان پر اثر ڈالتا ہے لیکن دو دروازوں سے انسان کے اندر آجاتا ہے۔ جذبات اور خواہشات۔ پھر انسان سے غلط کام کروا دیتا ہے۔

اللہ سے مدد مانگیں۔ اللہ ہمیں شیطان سے محفوظ رکھے۔ آمین

سورت کے آخر میں ہماری تربیت ہو رہی ہے۔ شیطان سے بچیں گے۔ اندر تقویٰ آئے گا تو پھر ہی کردار سازی ہو گی۔

سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف کے بنیادی مضمون یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ مشرکین بار بار معجزے مانگتے تھے۔ اُن سے حتمی طور پر فرمایا جا رہا ہے؛

وَإِذَا لَمۡ تَأۡتِهِم بِـَٔايَةٖ قَالُواْ لَوۡلَا ٱجۡتَبَيۡتَهَاۚ قُلۡ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ مِن رَّبِّيۚ هَٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمۡ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ (۰) اور جب تو ان کے پاس کوئی معجزہ نہیں لاتا تو کہتے ہیں کہ تو فلاں معجزہ کیوں نہیں لایا کہہ دو میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان دار ہیں (۲۰۳)

ہ لوگ نبی کریمؐ سے کہتے رہتے تھے کہ جو ہم مانگتے ہیں، وہ معجزہ اپنے ربّ سے طلب کر کے ہمیں ضرور دکھا دیجئے۔

امام رازیؒ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم کا ایک پھوپھی زاد بھائی تھا۔ وہ اللہ کے نبیؐ کے ساتھ رہتا تھا۔ اللہ کے نبیؐ کو اُمید تھی کہ وہ ایک دن ایمان لے آئے گا۔ ایک محفل میں مشرکینِ مکہ اللہ کے نبیؐ سے بار بار معجزہ مانگ رہے تھے۔ اللہ کے نبیؐ اُن سے یہی فرما رہے تھے کہ معجزات دکھانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اس پر اُس پھوپھی زاد نے کہا کہ آج تو گویا آپؐ کی قوم نے آپؐ پر حجت تمام کر دی۔ آپ نے معجزہ نہیں دکھایا اس لئے میں آپؐ کا ساتھ چھوڑ رہا ہوں۔ تفسیر کبیر

اللہ کے نبیؐ اس واقعے پر دُکھی تھے تو اللہ نے یہ آیات نازل فرما دیں۔

نشانیاں لانا نبی کریمؐ کا کام نہیں۔ یہ پیغام صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں؛

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (٠)

اور جب قرآن پڑھا جاتا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۲۰۴)

سمیعوا کے مانئے ہیں سننا۔ یہاں فَٱسْتَمِعُوا۟ توجہ سے سننا۔ کان لگا کر سننا۔

اس کی اور زیادہ تاکید ہو جاتی ہے جبکہ فرض نماز میں امام با آواز بلند قرأت پڑھتا ہو۔

تو جب آپ قران کی محفل میں ہوں پھر توجہ سے سُنیں۔ لیکن اگر کہیں جا رہے ہوں یا کہیں کسی نے تلاوت لگائی ہوئی ہے۔ تو پھر سن سکیں تو ضرور سنیں۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں" : جب تو قرآن سننے بیٹھے تو اس کے احترام میں خاموش رہا کر۔ "

اپنی بندگی کو محسوس کر کے دعا مانگا کریں۔

وَٱذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ ٱلْجَهْرِ مِنَ ٱلْقَوْلِ بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْءَاصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْغَٰفِلِينَ (٠) اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتا ہوا اور ڈرتا ہوا یاد کرتا رہ اور صبح اور شام بلند آواز کی نسبت ہلکی آواز سے اور غافلوں سے نہ ہو (۲۰۵)

دعا مانگتے ہوئے عاجزی سے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ ایک دفعہ اللہ کے نبیؐ ابو بکرؓ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت آہستہ آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا ابو بکرؓ اتنی آہستہ آواز سے کیوں پڑھ رہے ہو وہ بولے کہ جس کو سنا رہا ہوں وہ تو مجھے سُن رہا ہے۔ اللہ کے نبیؐ عمرؓ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا عمرؓ اتنی بلند آواز سے کیوں پڑھ رہے ہو وہ بولے کہ نیند اور شیطان کو بھگا رہا ہوں۔ اللہ کے نبیؐ نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تھوڑا اونچی آواز سے پڑھیں۔ اور عمرؓ سے فرمایا تھوڑا آہستہ آواز سے پڑھیں۔ یعنی میانہ روی رکھیں۔ یہی اُصول دعا کے لئے ہے۔

بِٱلۡغُدُوِّ وَٱلۡأٓصَالِ : صبح اور شام مُراد ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے نمازیں بھی مرادلی ہیں۔ کچھ لوگ اس سے مراد صبح شام کی دعائیں کہتے ہیں۔

اللہ کا ذِکر کرتے رہیں۔ شیطان غلبہ نہیں پا سکے گا۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِهِۦ وَيُسَبِّحُونَهُۥ وَلَهُۥ يَسۡجُدُونَ ۩ (٠)

بے شک جو تیرے رب کے ہاں ہیں وہ اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاک ذات کو یاد کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (۲۰۶)

یعنی فرشتے اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں وہ بندگی کرتے کبھی نہیں تھکتے۔

اس آیت پر اجماع کے ساتھ سجدہ واجب ہے۔ پڑھنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔ قرآن میں تلاوت کا پہلا سجدہ یہی ہے۔

سجدۂ تلاوت۔ چودہ سجود پر سب آئمہ کرام کا اتفاق ہے۔ کہ قران پاک میں چودہ مقامات پر سجدۂ تلاوت کرنا چاہیئے۔ سورۃ الحج کی ایک آیت پر اختلاف ہے۔ ایک دفعہ اللہ کے نبیؐ نے سجدہ کیا اور ایک دفعہ نہیں بھی کیا تو اس بات پر علمائے کرام کہتے ہیں۔ کہ اگر سجدہ کر سکو تو کر لو۔

بعض علمأ کرامؒ کہتے ہیں کہ انسان کو باوضو ہونا چاہیئے اور بالکل نماز کی طرح سجدہ کریں۔

کچھ علما کرامؒ کہتے ہیں کہ اگر بالکل نماز کی طرح نہ بھی کر سکیں تو جہاں بیٹھے ہیں وہاں ہی جھک جائیں۔

جو پڑھے یا سُنے تو وہ سجدہ کرے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جب انسان سجدہ کرتا ہے تو شیطان وہاں سے روتا ہوُا چلا جاتا ہے کہ مجھے سجدے کا حکم ملا اور میں نے نہ کیا۔ ابنِ آدم کو سجدے کا حکم ملا اور یہ سجدے میں جھک گیا۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبیﷺ سجدہ کرتے تھے لیکن اگر سجدے کی جگہ نہ بھی ہوتی تو رکوع کی طرح جھک جاتے۔

ایک اور روایت ہے کہ اللہ کے نبیﷺ جہاں بھی ہوتے جیسے ہی سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھتے قبلے کی طرف منہ کر کے جھک جاتے۔

فتح مکہ کے موقع پر سجدۂ تلاوت کی آیت پر صحابہ کرامؓ نے ایک دوسرے کی پشت پر سجدے کیئے۔
یعنی جہاں بھی جس طرح بیٹھے تھے وہیں سجدہ میں چلے گئے۔

سجدے کی یہ دعا بھی روایت سے ملتی ہے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

"میرے منہ نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا جس نے اسی کو بنالیا اور اس میں کان و آنکھ پیدا کیں اپنی طاقت اور قوت سے پس بزرگ ہے اللہ اچھا پیدا کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری کمی بیشی کو دُور کرے۔ آمین